105706

RS: 3/-

ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی

آزادی اور جمہوریت کی حفاظت کیلئے

خوف، بھوک اور بدعنوانی کیخلاف

اعلانِ جنگ

ہمیں یقین ہے کہ اگر ہمارے لیڈر خلوص کے ساتھ یہ جنگ لڑنے کے لئے میدان میں اتر آئے تو وہ ہندوستانی عوام کو قدم قدم پر اپنے شانہ بشانہ کھڑا ہوا پائیں گے — محمد سالم جامعی

[illegible]

جس وقت ملک آزاد ہوا اس وقت ہمارے رہنماؤں نے خواب میں بھی کبھی یہ نہیں سوچا ہوگا کہ ہندوستان ایک تھوڑے عرصہ میں ایسے حالات سے دوچار ہوجائیگا کہ انہیں لاکھوں جانوں کا نذرانہ پیش کرکے حاصل کی جانیوالی آزادی ہی کے لالے پڑجائینگے

[illegible]

وادیٔ قفقاز کی ایک چھوٹی سی مملکت

چیچنیا

اسلامی بنیادوں کو مستحکم کرنیکی کوشش

چیچنیا نے سقوط ماسکو کے فوراً بعد ہی دوسری ریاستوں کی طرح اپنی آزادی کا اعلان کردیا تھا

یروشلم

فلسطین کا ایک تاریخی شہر

بقیہ: اعلان جنگ

ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

مسلمانوں کے زخموں پر کانگریس کی نمک پاشی

انڈین نیشنل کانگریس نے اپنے ۸۰ ویں عام اجلاس منعقدہ کلکتہ میں بابری مسجد کے تعلق سے جس طرح نیم دلانہ افسوس کا اظہار کیا ہے اس سے کسی کو کوئی حیرت نہیں ہونی چاہئے۔

بعض لوگوں کا خیال تھا کہ کانگریس اقلیتوں میں اپنی ساکھ بنانے اور سابقہ راؤ حکومت میں رونما ہونے والی اس زبردست غلطی پر اظہار ندامت کرتے ہوئے صاف صاف اعلان کر دیگی کہ اگر وہ برسر اقتدار آگئی تو وہ بابری مسجد کو دوبارہ اسی جگہ تعمیر کرائیگی جہاں وہ گذشتہ پانچ سو برسوں سے ایک تاریخی حقیقت کے روپ میں موجود تھی اور جسے فرقہ پرست عناصر نے ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو شہید کر ڈالا تھا، لیکن اسے سیاسی ستم ظریفی کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اس نے اپنے دامن پر پڑے ہوئے بابری مسجد کے خون شہادت کو دھونے کی بجائے اس مسئلہ کو چھیڑ کر مسلمانوں کے زخموں پر مزید نمک پاشی کا کام انجام دیا ہے جو ظاہر ہے، اقلیتوں اور مسلمانوں کی اس کے لئے نفرت میں اضافہ تو کر سکتا ہے اس نفرت کو کم کرنے میں مددگار ثابت نہیں ہو سکتا۔

اقلیتوں اور مسلمانوں میں کانگریس کے تعلق سے نفرت کا بیج تو اسی دن بو دیا گیا تھا جب فروری ۱۹۸۶ء میں بابری مسجد کا تالا کھلوا کر اس میں پوجا اور درشن کی اجازت دیدی گئی تھی اور اس کی اس طرح تشہیر کی گئی تھی جیسے کوئی فاتح مفتوح ملک پر قبضہ کرنے کے مناظر کی تشہیر کر کے لطف اندوز ہوا کرتا ہے۔ اس کے بعد اکتوبر ۱۹۸۹ء میں جب اس وقت کے وزیر اعظم مسٹر راجیو گاندھی اور اتر پردیش کے اس وقت کے وزیر اعلیٰ مسٹر نارائن دت تیواری نے بابری مسجد کی زمین پر رام مندر کا شیلا نیاس رکھوا دیا تو یہ بات صاف ہو گئی تھی کہ یہ سب ایک ایسے منصوبہ کا حصہ ہے جس کا مقصد مستقبل قریب میں بابری مسجد کو نیست و نابود کر دینا تھا اور جسے بالآخر ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو سرانجام دیدیا گیا۔

بابری مسجد کی شہادت میں کانگریس حکومت کا کیا دخل ہے اور اس کو مورد الزام کیوں گردانا جا رہا ہے اس پر ہم اپنا نہیں کالموں میں بار بار وضاحت کے ساتھ لکھ چکے ہیں۔ بابری مسجد کی شہادت میں راؤ حکومت کی حصہ داری کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اس کے ابر دیا بھیجے گئے فوجی و نیم فوجی دستے بابری مسجد سے چند قدم کے فاصلے پر بالکل تیار کھڑے رہے بابری مسجد کے گنبدوں پر پھاوڑے و ہتھوڑے برستے رہے اور ہماری مرکزی وزارت داخلہ پل پل کی خبریں ملتے رہنے کے باوجود خاموشی کے ساتھ بابری مسجد کی مسماری کو سانس روکے دیکھتی رہی۔ کیا مرکزی حکومت بابری مسجد کی حفاظت کا اپنا فریضہ ادا کرنا چاہتی تو نہیں کر سکتی تھی؟ ایک سال پہلے آخر اس وقت کے وزیر اعلیٰ مسٹر ملائم سنگھ نے بھی تو ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء سے کہیں زیادہ بھیڑ سے بابری مسجد کو بچایا تھا۔

سچ بات یہ ہے کہ کانگریس آج بھی ہندوؤں اور مسلمانوں کے ساتھ دوہرا کھیل کھیل رہی ہے وہ ایک طرف اس سانحۂ عظیم پر افسوس کے چند الفاظ کہہ کر مسلمانوں کو اپنے دام فریب کا شکار بنا لینا چاہتی ہے اور دوسری طرف وہ ہندوؤں کو یہ باور کرا دینا چاہتی ہے کہ اگر کانگریس نہ چاہتی تو کوئی بھی طاقت بابری مسجد کا بال بیکا نہیں کر سکتی تھی اس نے بابری مسجد کی مسماری کے لئے پہلے حالات سازگار کئے، پھر ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو فرقہ پرست طاقتوں کو یہ موقع دیدیا کہ

وہ اسے مسمار کر دیں اور خود تماشائی بن کر مسماری کا تماشہ دیکھتی رہی [illegible] تیار کیا تھا اور جس پر کانگریس عمل کر رہا تھا۔

ہمارے خیال میں کانگریس اگر واقعی [illegible] ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کی رات [illegible] وعدہ یاد کرنا چاہئے [illegible] کانگریس بابری مسجد [illegible] تعمیر کرائیگی جہاں وہ [illegible] اس کے ہاتھ سے پھسل [illegible] اقتدار [illegible] کانگریس [illegible]

اس کے حق میں [illegible] نہیں ہو گا [illegible] سیکولر [illegible]

[illegible] بابری مسجد کی شہادت مسلمانوں کے دلوں پر ایک ایسا زخم ہے جسے مندمل کرنے کی [illegible] کانگریس [illegible] بابری مسجد [illegible] مسلمانوں کی دل آزاری کے الزام سے [illegible]

جواہر القرآن

سورۂ مائدہ — ۵

ترجمہ آیات ۱۱۸-۱۲۰ — حضرت شیخ الہندؒ

- اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا (ف ۱)
- فرمایا اللہ نے یہ دن ہے کہ کام آوے گا سچوں کے ان کا سچ ان کے لئے ہیں باغ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں رہا کریں گے انہیں میں ہمیشہ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے یہ ہے بڑی کامیابی (ف ۲)
- اللہ ہی کے لئے سلطنت ہے آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (ف ۳)

فوائد

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

(ف ۱) یعنی آپ اپنے بندوں پر ظلم اور بیجا سختی نہیں کر سکتے [illegible] حکیم (حکمت والے) [illegible] غفور رحیم [illegible] معاف فرمایا۔

(ف ۲) [illegible] السلام [illegible]

(ف ۳) [illegible] کہ وہ کل رضائے الٰہی ہے

(ف ۴) [illegible] مطلق کی عظمت و جلال کے مناسب ہے۔

مسلمانوں کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے کانگریس کو پہل کرنی ہوگی

بابری مسجد کی شہادت سے لگے زخم کو مندمل کرنے کیلئے نئی حکمت عملی کی ضرورت

سابق مرکزی وزیر اور کانگریس ورکنگ کمیٹی کے رکن جناب ارجن سنگھ سے گفتگو

[illegible]

راجپوتوں کے غصہ کا شکار کیوں؟

اکیسویں صدی میں قدم رکھنے والے ہندوستانی سماج سے ایک اہم سوال

[illegible]

تحریک ریشمی رومال

تحریک کی کہانی حضرت شیخ الاسلامؒ کی زبانی

(قسط ۔۔۔)

انقلابی تحریکات میں ایک تحریک وہ ہے جسے "ریشمی رومال والی تحریک" کہا جاتا ہے۔ محکمہ خفیہ کے کارپردازوں کو ہمہ دانی کا بہت بڑا دعوٰی ہے۔ ممکن ہے کسی تحریک کے متعلق یہ دعوٰی درست ہو مگر جہاں تک اس تحریک کا تعلق ہے یہ دعوٰی سراسر غلط ہے۔ ایک خط جو ریشمی رومال پر لکھا گیا تھا وہ سی آئی ڈی کے ہاتھ لگ گیا۔ یہی خط سی آئی ڈی کی تجسس و تفتیش کی بنیاد ہے۔ اسی بنیاد پر انھوں نے ایک عمارت کھڑی کی اور اس کا نام "ریشمی خطوط والی تحریک" رکھ دیا۔ یہ بنیاد ہی بے بنیاد ہے۔ تو جو عمارت اس پر کھڑی ہوگی وہ بھی سراسر ریگ کا تودہ ہوگی۔

یہ خط مولانا عبید اللہ سندھی کا لکھا ہوا تھا۔ سی آئی ڈی نے مولانا سندھی ہی کو اس تحریک کا بانی سمجھ لیا جو سراسر غلط ہے۔ اس خط کی بنیاد پر تحقیق و تفتیش کا طویل سلسلہ شروع ہوا۔ بہت سے حضرات شبہ میں گرفتار کئے گئے۔ عرصہ تک ان کو کسی مقام پر نظر بند رکھا گیا یا جیل میں ڈال دیا گیا۔ تو محکمہ نے یہ سمجھا کہ ہماری جدوجہد نے تحریک کو ختم کر دیا۔ حالانکہ تحریک جس وقت شباب پر تھی سی آئی ڈی کو اس کی کسی پرچھائیں کا بھی پتہ نہیں چلا۔ لیکن جب تحریک خود اپنے حالات کی بنا پر افسردہ ہو گئی اور کارپردازوں نے بھی راز داری کو غیر ضروری سمجھا تو سی آئی ڈی کو موقع ملا کہ وہ ہمہ دانی کا سہرا باندھ سکے اور تحریک کی ناکامی کو اپنی جدوجہد کا نتیجہ قرار دے۔

مولانا سندھی فرماتے ہیں: ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء میں حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے مجھے دیوبند طلب فرمایا۔ اور مفصل حالات سن کر دیوبند میں رہ کر کام کرنے کا حکم دیا۔ چار سال تک جمعیۃ الانصار میں کام کرتا رہا۔ اس تحریک کی تاسیس میں مولانا محمد صادق صاحب سندھی اور مولانا ابو محمد صاحب لاہوری اور عزیزی مولوی احمد علی میرے ساتھ شریک تھے۔ حضرت شیخ الہند کے ارشاد سے میرا کام دیوبند سے دہلی منتقل ہوا۔ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء میں نظارۃ المعارف قائم ہوئی۔ اس کے سرپرستوں میں حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے ساتھ حکیم اجمل خاں اور نواب وقار الملک ایک ہی طرح شریک تھے۔"

حضرت شیخ الہند نے جس طرح چار سال دیوبند میں رکھ کر میرا تعارف اپنی جماعت سے کرایا تھا اسی طرح دہلی بھیج کر مجھے نوجوان طاقت سے ملانا چاہتے تھے۔ اس غرض کی تکمیل کے لئے دہلی تشریف لائے۔ اور ڈاکٹر انصاری صاحب سے میرا تعارف کرایا۔ ڈاکٹر انصاری نے مجھے مولانا ابو الکلام آزاد اور مولانا محمد علی مرحوم سے ملایا۔ اس طرح تخمیناً دو سال مسلمانان ہند کی اعلیٰ سیاست سے واقف رہا۔

۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء کے شیخ الہند کے حکم سے کابل گیا۔ مجھے کوئی مفصل پروگرام نہیں بتایا گیا۔ اس لئے میری طبیعت اس ہجرت کو پسند نہ کرتی تھی۔ مگر تعمیل حکم کے لئے جانا ضروری تھا۔ خدا نے اپنے فضل سے نکلنے کا راستہ صاف کر دیا۔ دہلی کی سیاسی جماعت کو میں نے بتایا کہ میں کابل جا رہا ہوں تو انھوں نے بھی اپنا نمائندہ بنا دیا مگر کوئی معقول پروگرام وہ بھی نہیں بتا سکے۔ کابل جا کر مجھے معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ جس جماعت کے نمائندہ تھے اس کی پچاس سال کی محنتوں کا حاصل میرے سامنے غیر منظم شکل میں تعمیل حکم کے لئے تیار ہے۔ اس کو میرے جیسے ایک خادم شیخ الہند کی اشد ضرورت تھی۔ اب مجھے اس ہجرت اور شیخ الہند کے انتخاب پر فخر محسوس ہونے لگا۔

اس بیان سے واضح ہو گیا کہ پچاس سال پہلے تقریباً ۱۸۶۰ء میں اس ملک کی تحریک کی بنیاد پڑ چکی تھی۔ اور شیخ الہند رحمہ اللہ ہندوستان میں اس جماعت کے نمائندے تھے۔ ایک جماعت ہندوستان میں بھی قائم ہو چکی تھی جس کے ارکان مولانا ابو الکلام آزاد، ڈاکٹر انصاری، مولانا محمد علی اور حکیم اجمل خاں وغیرہ تھے۔ رحمھم اللہ۔ یہ حضرت شیخ الہند کی تحریک سے قائم ہوئی تھی یا خود ارکان کے جماعت کے احساس اور ان کے اتحاد فکر نے اس کی بنیاد ڈال دی تھی اور اب حضرت شیخ الہند نے مولانا سندھی کو اس میں شریک کرایا تھا۔

ہم ذیل میں اس تحریک کی سرگزشت حضرت شیخ الہند کے راز دار، سچے جانشین شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کی کتاب "نقش حیات" سے مستعار لے کر پیش کر رہے ہیں۔

اس تحریک کے ابتداء میں ضروری سمجھا گیا کہ چونکہ بغیر تشدد (Violence) ہندوستان سے انگریزوں کا نکالنا اور وطن عزیز کا آزاد کرانا ممکن نہیں ہے اور اس طرح کے انقلاب کے لئے محفوظ مرکز اور مرکز کے علاوہ اسلحہ اور سپاہی (مجاہدین) وغیرہ ضروری ہیں۔ بنا بریں مرکز یاغستان (آزاد قبائل) قرار دیا گیا۔ کہ وہاں اسلحہ اور جانباز سپاہیوں کا انتظام ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ چونکہ آزاد قبائل کے نوجوان ہمیشہ جہاد کرتے رہتے ہیں اور قوی ہیکل اور جانباز ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو منظم اور متحد کرنا اور ان میں جہاد کی روح پھونکنا بھی ضروری تصور کیا گیا۔ اور انھیں سے کامیابی کی امید قائم کی گئی۔ اس بنا پر ضروری سمجھا گیا کہ مندرجہ ذیل امور عمل میں لائے جائیں۔

(الف) ان علاقوں کے باشندوں سے آپس کے تنازعات قدیمہ اور قبائلی دشمنیوں کو مٹایا جائے۔

(ب) ان میں اتحاد اور ہم آہنگی پیدا کی جائے۔

(ج) ان میں جوش جہاد اور آزادی کی تڑپ پیدا کی جائے۔

(د) حضرت سید احمد صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے لوگ جماعت مجاہدین سرحد جو کہ ستھانہ اور چرقند میں مقیم ہیں اور ان میں اور قبائل میں تنفر اور شکر رنجیاں عرصے سے چلی آتی ہیں ان کو دور کرنا چاہئے۔ چنانچہ اس کے لئے مولانا سیف الرحمن صاحب کو دہلی سے مولانا فضل ربی اور مولانا فضل محمود صاحب کو پشاور سے بھیجا اور مولانا محمد اکبر صاحب وغیرہ کو آمادہ کیا۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے اس علاقہ میں بہت سے شاگرد اور مخلص موجود تھے۔ ان لوگوں نے گاؤں گاؤں اور قبیلہ قبیلہ میں پھر کر دشمنی دور کی اور ایک عرصہ میں بفضلہ تعالیٰ بہت اونچے تک کامیابی نظر آنے لگی۔ انھیں مقاصد کے لئے حاجی ترنگ زئی صاحب سے استدعا کی گئی کہ وہ اپنے وطن کو چھوڑیں اور انگریزی حدود سے باہر جا کر ان مقاصد کے لئے کوشش کریں۔ ان کو مختلف مجبوریاں در پیش تھیں۔ ان کو حل کرنے کے خیال سے ۱۱ تا خیر ہوا یہ ہے کہ جنگ عمومی چھڑ گئی اور ترکی بھی

مجبور کر دیے گئے کہ جنگ کا اعلان کریں۔ ان کے دو جنگی جہاز جو انھوں نے انگلستان میں بنوائے تھے اور ان پر کروڑوں اشرفیاں خرچ ہوئی تھیں۔ انگریزوں نے ضبط کر لئے اور اسی قسم کے دوسرے غیر منصفانہ معاملات ان سے پیش آئے جو کہ ان کو جنگ میں کھینچنے والے تھے۔ یہ ان معاملات کے

علاوہ تھے جو کہ طرابلس غرب اور بلقان کی جنگ یا اٹلی وغیرہ میں قریبی زمانہ میں پیش آئے تھے۔ بہرحال ترکی حکومت نے مجبور ہو کر اعلان جنگ کر دیا تو اس پر تقریباً آٹھ یا نو محاذوں سے حملہ کیا گیا۔ انگریزوں نے عراق (بصرہ) پر عدن پر سوئز پر چنانچہ ہر ایک طرح اردن نے متعدد تین چار محاذوں پر اس یورش کی

وجہ سے مسلمانوں میں جس قدر بھی بے چینی ہوئی کم تھی۔ چنانچہ اموال موجودہ سے حضرت شیخ الہند نے حاجی ترنگ زئی صاحب کو مطلع کیا اور ضروری قرار دیا کہ وہ یاغستان چلے جائیں اور ضروری کارروائی عمل میں لائیں۔ اسی طرح مرکز یاغستان اور اس کے کارکنوں کو لکھا۔ چنانچہ جب حاجی صاحب مرحوم

پہنچے مجاہدین کا مجمع شمار سے زیادہ ہو گیا۔ مجاہدین کا مرکز (حضرت سید احمد صاحب شہید) کی جماعت بھی مل گئی۔ بالآخر کچھ عرصہ کے بعد جنگ چھڑ گئی اور بفضلہ تعالیٰ مجاہدین کو غیر متوقع کامیابی ہونے لگی اور انگریزوں کو جانی اور مالی بہت نقصان اٹھا کر اپنی حد پر لوٹ آنا پڑا اور اپنے استحکامات قریبہ میں پناہ گزیں ہو گیا۔ اس پر انگریزنے باتفاق متعدد مذکورہ ذیل کارروائیاں شروع کردیں۔

(الف) فوجوں کو اطراف ہندوستان سے جمع کر کے بڑی تعداد میں سرحد پر بھیجا۔

(ب) عوام میں پروپیگنڈا کیا کہ یہ جہاد نہیں۔ جہاد بغیر بادشاہ کے نہیں ہو سکتا بغیر بادشاہ کے جہاد حرام ہے۔

(ج) عوام میں تبلیغ کرنا کہ سلطان سرحد اور افغانوں کے بادشاہ امیر حبیب اللہ خاں والی افغانستان ہیں۔ مسلمانوں کو ان سے بیعت جہاد کرنا چاہئے اور اس وقت تک انتظار کرنا ضروری ہے جب تک وہ جہاد کا علم بلند کریں۔

(د) عوام میں تبلیغ کرنا کہ سلطان سرحد اور افغانوں کے بادشاہ امیر حبیب اللہ خاں والی افغانستان ہیں۔ مسلمانوں کو ان سے بیعت جہاد کرنا چاہئے اور اس وقت تک انتظار کرنا ضروری ہے جب تک وہ جہاد کا علم بلند کریں۔

(ہ) اس وقت مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ کمانڈروں پر بیعت جہاد کر کے دستخط کریں اور امیر کابل کے جب السلطنت سردار نصر اللہ خاں کے دفتر میں یہ کاغذات بھیجیں۔

(و) امیر حبیب اللہ خاں کو مختلف وعدوں کے ذریعہ ہاتھ میں لا کر اور بے شمار اموال اور نقد روپیہ دے کر اپنی طرف مائل کرنا اور جہاد کے لئے کھڑے ہونے سے روکنا اور یہ وعدہ کرنا کہ اس جنگ سے فارغ ہو کر تمہارے لئے فلاں فلاں وعدے پورے کر دیے جائیں گے۔ ان اور ان جیسی دیگر ایجنسیوں کا اثر ہوا عملی طور پر لازمی تھا۔ چنانچہ اثر ہوا اور بہت برا ہوا۔ کرانا نہ ہوا اگر مجاہدین کو رسد اور گولہ بارود کی تنگی ہوئی۔ اگر اسلحہ کی کمی کی مشکلات پیش آ گئیں۔ اوھر یہ کیا گیا کہ مسلمانان ہند کے ہیجان اور اضطراب کے روکنے کے لئے ہندوستان میں اعلان کیا گیا۔ (جاری)

نہرو سے گجرال تک

آزادی کے ۵۰ سالہ دور میں ہند…

دور اقتدار کی ہر تاریخ اس اعتبار سے نہایت اہم اور مقدس ہے کہ اس تاریخ کو ہندوستان نے برطانوی سامراج کے خونی پنجوں سے عظیم قربانیوں کے بعد نجات حاصل کی تھی، اور آزادی کی یہ نعمت طویل عرصہ تک صبر آزما جدوجہد کے بعد نصیب ہو سکی تھی۔ اس کے حصول پر جس قدر بھی خوشی منائی جائے کم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام زندہ قوموں کی طرح ہم بھی ایک قومی تہوار کی حیثیت سے اس آزادی کا جشن بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں۔

اس آزادی کی نعمت سے ہمکنار ہوئے ہمیں پچاس سال ہو رہے ہیں۔ گویا نصف صدی بیت چکی ہے لیکن کیا اس نصف صدی کے اثباتیت اور واقعیت کی موجودگی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک اکثریتی طبقہ جس کو مسلمان کہا جاتا ہے وہ اس آزادی، جمہوریت کی نعمتوں سے مالامال ہے؟ اور ان کے ساتھ ہمدردانہ طرز سلوک نہیں برتا جا رہا ہے اور وہ برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ آزادی کے بعد دوسرے درجہ کے شہری ہیں۔ ان کی جان و مال، عزت و آبرو کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ جن ارباب اقتدار کا کہنا تھا …

…

ان پچاس سالہ دور آزادی میں ارباب حکومت نے اس طبقہ کے ساتھ کس طرح غیر منصفانہ طرز عمل …

۱۹۴۷ء، آنجہانی پنڈت جواہر لعل نہرو کا ابتدائی دور تھا۔ وہ جانتے تھے کہ ہندوستان کی جنگ آزادی میں مسلمان برابر کے شریک رہے ہیں … آزادی بنیادی طور پر مسلمانوں کی ہی مرہون منت ہے …

…

نرسمہاراؤ کا پانچ سالہ دور ہندوستانی …

جب جب مجاہدین آزادی کا نام آئے گا …

کا بھی ضرور آئے گا اور وہ نام ہر ہندوستانی …

…

عالم اسلام

تاجکستان میں صدارتی اور وزیر داخلہ کی وفادار فوجوں میں جنگ جاری

…

عرب مخالف فلمیں بند کرنے کا عرب لیگ کا مطالبہ

…

طارق عزیز کی فریاد

…

انڈونیشیا میں فوج اور قبائل میں خونریزی

…

طیارہ تباہ ہونے سے افغان لیڈر ہلاک

…

اہم مختصرات

تمل جنگجوؤں کا کوریائی جہاز چھوڑنے کا فیصلہ

[illegible]

چین میں طوفانی ہوا سے سو ہلاک

[illegible]

روس میں بقایا تنخواہ کی ادائیگی کا شدید بحران

[illegible]

ویتنام میں ہرن سے ملتا جلتا جانور دریافت

[illegible]

اسرائیل میں اہانت رسول کی مجرم جیل سے رہا

[illegible]

... مسلمان

ایک مختصر جائزہ

چند کر سودا کر رہے تھے۔ ڑکوں سے بے شمار دولت راجدھانی پہنچ چکی تھی۔ آخر کار بد امن قوم کے رہ گھروں نے یہ دور دولت اپنا ہمنوا لیا تھا۔

اس دور ایک ایسے سفر سیاستداں کو مسند صدارت کا موقع نصیب ہوا تھا جس کی سیاست بے لاگ اور کردار بے داغ تھا۔ مسلمانوں کو ان کے آ جانے سے حقوق کی بحالی اور سکون سے زندگی بسر کرنے کی امید ہو چلی تھی لیکن اچانک [illegible] میں فرقہ وارانہ فساد برپا ہو گیا اور محترم نے فوراً اس فساد کو پاکستانی ہاتھ قرار دے کر ایک طرف مسلمانوں کی گرفتاری شروع کروادی تھی۔ اس کے بعد بجنور کا ایک طویل عرصہ تک فساد چلا تو مسلم [illegible] نے [illegible] وزیر اعظم سے ملاقات کی جس میں فسادات پر کنٹرول کرنے اور بابری مسجد کے حل کے لئے گفتگو کی گئی۔ گفتگو کے نتیجہ میں جو کچھ انھوں نے فرمایا، ان کی سرشت، باطنی حیثیت کا کھلے عام ثبوت تھا انھوں نے علمائے کرام کے وفد سے فرمایا تھا کہ "مولانا آپ نے کون سے [illegible] کے کنویں کا پانی پیا ہے جو اپنی قوم کو نہیں [illegible]

طرف روز اول سے ہی فرقہ پرستوں سے ساز باز تھی۔ موصوف جس اعلیٰ پر بیٹھے تھے اس کی جڑیں کو کھوکھلا کرنے کا بھی تہیہ کر چکے تھے۔ ان کے دور وزارت میں ہی تمام فسطائی طاقتوں کو پروان چڑھنے کا موقع نصیب ہوا تھا۔ ان کی محنت کا پھل [illegible] کے نتیجے میں ہی "کار سیوا" کا آخری مرحلہ بھی انجام پاگیا۔ یعنی یہ کہ "بابری مسجد رام جنم بھومی" کا جھگڑا جو انتہائی قدیم سالوں سے [illegible] ہوا تھا ان کی بہترین سیاست کے تحت اختتام پذیر ہو گیا۔

موصوف بقول شاعر [illegible] کی مانند [illegible] اس منظر کو دیکھتے رہے تھے۔ موصوف کے [illegible] مشترکہ [illegible] کے تحت آخر کار ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو فرقہ پرستوں کے ہاتھوں مسجد شہید کروادی گئی۔ اس پر مسلمانوں نے [illegible] ان کی آواز کو گولیوں سے خاموش کردیا گیا۔ [illegible]

۱۹۹۱ء میں تحریکوں کے بول چھپنے اور ایک [illegible] کے وزیر اعظم کے لئے منظر عام پر آیا کہ جس سے خاص طور پر شمالی ہندوستان والے غیر معروف تھے۔ جس جماعت کے وہ رکن تھے اس سے بھی مسلمانوں کو بہت سی توقعات تھیں۔ موصوف کی تیرہ پارٹیوں پر مشتمل ملی جلی حکومت کا قائم ہوئی تھی۔ یہ بھی مسلم معاملات کو ادھورا چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کا طرز عمل بھی سابق حکمرانوں کی مانند رہا۔ انھوں نے بھی [illegible] فرقہ واریت کو روکنے اور مسلمانوں کے حقوق بحال کرنے کی تمام امیدیں مسلمانوں کو دلائی تھیں۔ لیکن ان کی یہ پالیسی "ناخوش بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی" آخر وقت تک جاری رہی۔ ایک سال کے اندر ہی [illegible]

[illegible]

[illegible] کا بدترین اور سیاہ دور رہا۔ تاریخ میں ایک نام ننگ دین، ننگ قوم، ننگ جماعت [illegible] دل و دماغ پر ہمیشہ نقش رہے گا۔

[illegible]

(باقی صفحہ ۸ پر)

اسلامیات :

ختم نبوت کے بعد مدعیانِ نبوت

تحریر : الاستاذ شیخ محمد انیس [illegible]

تلخیص و ترجمہ : سید علیم اشرف جائسی

جب انسانیت شباب کو پہنچ گئی [illegible] حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی [illegible] رسالت کا خاتمہ [illegible] (الاحزاب)

[illegible]

دور نبوت [illegible] ختم النبوۃ [illegible] ترجمہ [illegible] سید علیم اشرف [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible]

خوف خدا

محمد علیم [illegible]

[illegible]

خوف خدا کو دل میں بسا لو اب تک باقی ہے

[illegible]

لعنت : نہرو سے گجرال تک

[illegible]

جموں وکشمیر میں حفاظتی دستوں کے ہاتھوں بے گناہوں کے قتل سے

وادی میں ایک بار پھر شدت پسندی کا خطرہ

گزشتہ ۱۵ اگست کو سری نگر کے بخشی اسٹیڈیم میں زبردست پہرے میں سب سے پہلے امن و امان کو برقرار رکھنے والی فورس کے ذریعہ چیک کیا گیا اور پوری طرح تحفظ کا یقین بنانے کے بعد اس راستہ پر آنا جانا شروع ہوا۔ اس اسٹیڈیم میں یوم آزادی کی تقریبات منائی جاتی تھیں۔ یہ اسٹیڈیم [illegible] نیشنل کانفرنس کے کارکنوں اور حفاظتی دستوں سے بھرا ہوا تھا۔ بالکل ویسے ہی جیسے پہلے بھی اس اسٹیڈیم میں یوم آزادی کی تقریبات کا انعقاد عمل میں آتا تھا لیکن اس وقت کی تقریبات اور آج کی تقریب میں ایک نمایاں فرق موجود تھا۔ اس وقت آزادی کی تقریبات صرف ایک رسم تھیں جبکہ اس سال تقریبات میں عوامی حاضری اچھی خاصی نظر آرہی تھی۔

شام کو اسمبلی کا مشترکہ اجلاس ہوا جس میں [illegible] سے شہر کو جانے والی پوری سڑک کو اجلاس شروع ہونے سے تقریباً آدھا گھنٹہ پہلے ہی سواریوں اور پیدل چلنے والوں کے لیے بند کر دیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اجلاس ختم ہو گیا جس کے بعد ڈاکٹر فاروق عبداللہ نے یوم آزادی ہی کے تعلق سے ڈل جھیل کے کنارے سنتور ہوٹل میں ایک پروگرام کیا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جموں کشمیر میں حالات معمول پر آتے جا رہے ہیں۔

جتنی بلٹ پروف ایمبیسڈر کاریں اور جیپ اب سری نگر میں ہیں اتنی پہلے کبھی نہیں تھیں۔ افسران کا اور [illegible] کرنے کے لئے حریت [illegible] کی مانگ کر رہے ہیں [illegible] علاقے میں تعطیل گذارتے ہیں ان کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ [illegible] گزشتہ کئی روز سے انھوں نے ایسے لوگوں کے لئے [illegible] وہ خود کو اس خصوصی تحفظ کا حقدار سمجھتے ہیں۔ [illegible] یہاں کی حکومت [illegible] نیشنل کانفرنس کے [illegible] سے منتخب ہو کر آئے ہیں جو پاکستان کی سرحد سے لگتا ہے۔

جہاں تک سرحد کا تعلق ہے یہاں سارے جوان لگے رہتے ہیں۔ [illegible] کسی بھی وقت یہاں آکر کیا دیکھ سکتے ہیں [illegible] کے اوقات میں کوئی آدمی بھی گھر سے نکلنے کی ہمت نہیں کرتا [illegible] حالات جوں کے توں ہیں [illegible] ڈل جھیل میں شکارے [illegible] زندگی آگئی ہے۔

لیکن یہ صرف تصویر کا ایک رخ ہے جو صرف کشمیریوں کی زندگی کا [illegible] ہے۔ حکومت کی کامیابی [illegible] سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ [illegible] کشمیر کا دوسرا رخ ہے شدت پسندی کا [illegible] گزشتہ [illegible] کے دوران کئی [illegible] اپنے گھروں سے [illegible] انتظار [illegible]

[illegible] جب [illegible] ایسی [illegible] والے ہیں [illegible] لوگوں نے اپنی [illegible] کر رکھی ہے [illegible] اگر تصویر کے پہلے رخ کو دیکھ کر کشمیر کے بارے میں کوئی رائے قائم کرلی جائے تو وہ غلط ہوگا۔ فاروق عبداللہ جن کو ہندوستان کے لیے ایک اچھا آدمی سمجھا جاتا ہے پھر حالات پر قابو پا رہے ہیں جب وہ ۱۹۸۷ء میں وزیراعلیٰ بنے تھے تو یہ تاثر دیا گیا تھا کہ وہ اب ایک تجربہ کار اور پختہ سیاستداں ہو چکے ہیں لیکن یہ بات درست ثابت نہیں ہو رہی ہے۔ وزیروں میں کرپشن کی بات اور حقوق انسانی کی خلاف ورزی کی بات

تسلیم کرتے ہوئے کے باوجود ابھی تک اس سمت میں کوئی کارگر قدم نہیں اٹھایا گیا ہے اور اس سوال پر کہ کیسے نجات پائی جائے اس پر وہ ابھی خاموش ہیں۔

[illegible] ۱۹۸۲ء [illegible]

وزیراعظم بنے تھے تو انھوں نے جو بھی کی ایک ایک تحریر میں اقتدار کے دوران کے خلاف بہت کچھ کہا تھا لیکن بعد میں وہ خود اقتدار کے دوران ان کا شکار ہو گئے تھے جو ۱۹۹۰ء میں ان کے زوال کا سبب بنا تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا فاروق عبداللہ نے کسی سینئر افسر یا وزیر کو بدعنوانی کے جرم میں کسی طرح کی کوئی سزا دی ہے اور کیا حقوق انسانی کی پامالی کے واقعات ان کے دور حکومت میں کچھ کم ہوئے ہیں۔ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے۔ سابق کانگریسی لیڈر عبدالغنی لون جو اب حریت کانفرنس کے ساتھ ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب سے فاروق عبداللہ نے اقتدار سنبھالا ہے تب سے حفاظتی دستوں کے ہاتھوں ۱۰۰ افراد مارے جا چکے ہیں ۲۰۰ افراد پولیس حراست میں موت ہوئی اور ۵۰ سے زائد گھروں کو آگ

لگا دی گئی۔ یاد رکھا جائے کہ یہ سب کچھ باوردی ایجنسیاں [illegible] ہندوستانی فوج کشمیر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کر رہی ہے جو اسرائیل فلسطینیوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ آخر فاروق اس معاملہ میں کچھ کیوں نہیں کر سکے۔ اس کی وجہ کچھ لوگ یہ بتاتے ہیں کہ انھوں نے پوری طرح اپنے چیف سکریٹری پر انحصار کر لیا ہے جبکہ وہ بھی کوئی اچھا افسر ثابت نہیں رہے ہیں [illegible] ان کی صلاحیت ہی لیکن وہ مخلص نہیں ہے جو جلسے کئے [illegible] ان کے چاہنے والے گروہ احکامات کو وقت پر افسران نہیں مانتے یا مانتے ہیں تو تاخیر سے اس وقت جب ان کی اہمیت ختم ہو چکی ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ بھی ایک اہم بات یہ ہے کہ سخت اقدامات کرنے سے وہ کامیاب ہو چکے

شدت پسندی کے گزشتہ برسوں کے دوران نہ صرف اعلیٰ افسران بلکہ چھوٹے افسران بھی جیسے تحصیلدار اور تھانیدار وغیرہ جموں اور کشمیر کے علاقائی گروپوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔ یہ سلسلہ برسوں سے جاری ہے اور یہ بات عام ہے کہ اس کو ختم کرنے کے لیے ۱۰۰ کا وقت بہت کم ہے افسران کی اکثریت کی قیادت کرنے کی عادت چھوٹ چکی ہے اور اسے بحال ہونے میں وقت لگے گا۔

[illegible] اور حکومت میں [illegible] کا کہنا ہے کہ [illegible] ان کی [illegible] سے آتے ہیں اور [illegible] کے بہت سے [illegible] حالات میں کوئی تبدیلی نہیں ہے [illegible] گورنر تھے اب وزیراعلیٰ ہیں [illegible]

کشمیر میں حالات آہستہ آہستہ معمول پر آرہے ہیں

جموں وکشمیر کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر فاروق عبداللہ کا ایک انٹرویو

س: اس مرتبہ یوم آزادی کے موقع پر پوری ریاست میں امن و امان رہا اب پھر سے شدت پسندی کا کیا حال ہے؟

ج: اگر میں یہ کہوں کہ ڈر نکل چکا ہے تو یہ سچ نہ ہوگا۔ ڈر اب بھی باقی ہے سرحد کے اس پار سے دراندازی کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ ہر چند کہ پاکستان کے وزیراعظم نے [illegible] ہیں کہ ہم کشمیر میں دہشت گردی کی حمایت کرتے رہیں گے ہندوستان کی حکومت اور یہاں کے عوام کو اس بات کا نوٹس لینا چاہیے۔

س: آپ کی حکومت کے [illegible] کے دوران کیا کچھ بہتری آئی ہے؟

ج: بہتری ضرور آئی ہے ہمیں امید ہے کہ مرکزی حکومت اور اس کی جانب سے فراہم کیے گئے فنڈ کے ذریعہ نئے پروجیکٹ قائم ہوں گے اور روزگار کے مواقع بڑھیں گے۔

س: کیا سیاسی طور پر بھی کچھ کیا گیا ہے؟

ج: یہ کافی حد تک ہند پاک اور ہند امریکہ تعلقات پر منحصر کرتا ہے۔

س: ہند امریکہ تعلقات کا ذکر کر کے آپ کشمیر کے مسئلہ کو ایک نیا موڑ دے رہے ہیں؟

ج: عالمی سیاست میں امریکہ کا ایک اہم مقام ہے اس کا رول فیصلہ کن ہے انھوں نے [illegible] پر [illegible] موقف تبدیل کر لیا ہے۔ لیکن اب سب نے دیکھا کہ وہ اپنے موقف پر قائم ہیں۔ ہمیں اس طریقہ کو تلاش کرنا چاہیے جس سے مسائل کم سے کم ہو سکیں۔

جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے ہم پہلے ہی اس سے دوستانہ ماحول میں بات کر کے مسائل کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ وزیراعظم کے آئندہ امریکہ کے دورے کے دوران کا [illegible] وقت ہوگی۔

س: لیکن یہاں رہبر رضا جیسی لیڈر بھی تو ہیں؟

ج: ہاں ان جیسی رضا موجود تو ہیں لیکن اب انھوں نے بھی تسلیم کیا ہے کہ حالات میں سدھار آیا ہے۔

س: لیکن امریکہ تو ایک آزاد کشمیر چاہتا ہے؟

ج: آزاد کشمیر پھر سارے تنازعہ کا کوئی حل پیدا نہیں ہوتا ہے مسئلہ یہ ہے کہ لائن آف کنٹرول کو تعین کیا جائے۔

س: کیا آپ بھی چاہتے ہیں کہ اسے ہی بین الاقوامی سرحد میں تبدیل کر دیا جائے؟

ج: یہ وہ بہترین نسخہ ہے جو ہم تجویز دیا جا سکتا ہے میری رائے میں اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

س: کیا آپ نے منسٹر گجرال سے بھی اس کا ذکر کیا اور ان کا اس پر کیا ردعمل ہے؟

ج: شملہ ان سے بالکل الگ بات نہیں ابھی یہ بات ان طاقت کے بغیر کشمیر کو حل نہیں کر سکتے اور ہم جنگ نہیں چاہتے۔

س: حقوق انسانی کے محاذ پر آپ ناکام کیوں ہو گئے گذشتہ چند [illegible] لوگوں کو پھر مار دیا گیا؟

ج: یہی وجہ ہے کہ ہم نے ایک ریاستی انسانی حقوق کمیشن قائم کر دیا ہے۔

س: لیکن فوج اور حفاظتی دستے تو کمیشن کے دائرہ اختیار میں نہیں آتے؟

ج: ابھی نہیں ہے کہ ہم ان کو کمیشن کے دائرے میں نہیں لاسکتے بلکہ یہ ایک دستوری صورت حال ہے قومی انسانی حقوق کمیشن کے دائرہ اختیار میں بھی نہیں آتے۔

س: لیکن کیا ہم کو اس میں خامی نہیں کہا جا سکتا ہے؟

ج: میں چاہتا ہوں کہ فوج کو بھی کمیشن کے دائرہ اختیار میں لایا جائے ہمیں ان کے خلاف شکایات مل رہی ہیں اور ہم ان کو حکومت ہند کے پاس بھیج رہے ہیں۔

س: کیا مرکزی حکومت ان شکایات پر کارروائی کرے گی؟

ج: مجھے یقین ہے کہ ضرور کرے گی۔

س: یہ کہا جاتا ہے کہ آپ مرکزی حکومت کو بلیک میل کرنے کے لیے گرفتاری کا ڈر [illegible] رہے ہیں؟

ج: ہم مرکزی حکومت کو کبھی بلیک میل نہیں کریں گا۔

س: کہا جاتا ہے کہ اقتدار پر قابض ہونے اور نیشنل کانفرنس کا سب سے اہم لیڈر بننے کے لیے آپ ایسا کہتے ہیں؟

ج: اس صورت کا اقتدار مجھے ہرگز نہیں چاہیے وہ مجھے نہ دے کر سکتے ہیں وہ دو ماہ کے بعد جب ایسا ہوا کرتا تھا مجھے امید ہے کہ وہ دور اب جا چکا ہے میں خود نفرت [illegible] نہیں کھیل رہا ہوں بلکہ یہ ہمارا حق ہے اور اس کے حصول کے لیے ہم لڑیں گے۔

س: ڈاکٹر کرن سنگھ نے آزادی کمیشن کو کیوں ناپسند کیا؟

ج: ان کی اپنی مجبوریاں ہیں انھوں نے مجھے جو خط لکھا ہے اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا۔

س: یوم آزادی کے دن اسمبلی میں اپنی تقریر کے دوران آپ نے ان حالات کا ذکر کیا جن میں آپ نے گجرال سے کہا تھا کہ وہ اس بیان کو واپس لے لیں جس میں شدت پسندوں سے بات کرنے کی پیشکش کی گئی تھی؟

ج: وہاں کے بہت سے [illegible] یہ بات نکلی ہے جس سے ان کی مخالفت ایسا ہے یہ بالکل ہی ممکن نہیں ہے [illegible] کو ایک تجربہ کار وسعت کاری۔

(باقی صفحہ پر)

جمعیۃ علماء ضلع فیض آباد کے زیر اہتمام گولڈن جبلی تقریب آزادی ہند

جمعیۃ علماء ضلع گونڈہ کی مجلس عاملہ کا اجلاس
مولانا محمد سالم صاحب جامعی مدیر الجمعیۃ کی شرکت اور خطاب

مجلس شوریٰ ضلع مراد آباد کی ایک اہم میٹنگ

جمعیۃ علماء صوبہ بہار کی مجلس عاملہ کا جلسہ

اہل خیر حضرات سے اپیل

جمعیۃ علماء بہار کے نظماء کی نامزدگی

بقیہ: جے پور کا راج گھرانہ (صفحہ ۴ سے)

[illegible]

بقیہ: اذان

[illegible]

امیر الہند مدظلہٗ کا دورۂ کینیڈا اور امریکا کا پروگرام

جمعیۃ علماء ہند کے محترم صدر امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہٗ کا دورۂ کینیڈا اور امریکہ [illegible] پروگرام حسب ذیل ہے۔

تاریخ	دن	مقام / پروگرام
۱۳ اگست ۱۹۹۰ء	بدھ	لندن، روانگی [illegible] ٹورنٹو (کینیڈا)
۱۴ ؍؍	جمعرات	ٹورنٹو، [illegible]
۱۵ ؍؍	جمعہ	[illegible]
۱۶ ؍؍	ہفتہ	مونٹریال، [illegible]
۱۷ ؍؍	اتوار	[illegible]
۱۸ ؍؍	پیر	[illegible]
۱۹ ؍؍	منگل	[illegible]
۲۰ ؍؍	بدھ	[illegible]
۲۱ ؍؍	[illegible]	[illegible]
۲۲ ؍؍	جمعہ	[illegible]
۲۳ ؍؍	جمعرات	[illegible]
۲۴ ؍؍	جمعہ	[illegible]
۲۵ ؍؍	ہفتہ	[illegible]
۲۶ ؍؍	اتوار	[illegible]
۲۷ ؍؍	پیر	[illegible]
۲۸ ؍؍	منگل	[illegible]
۲۹ ؍؍	بدھ	[illegible]
۳۰ ؍؍	جمعرات	[illegible]

بقیہ: جموں کشمیر

[illegible]

بقیہ: انٹرویو ارجن سنگھ

[illegible]

ALJAMIAT (WEEKLY) NEW DELHI 5-9-97 R.N.I. NO.-38985/82
Postal Registration No-DL-11052/97

اذان
عبادت کیلئے صرف ایک بلاوا ہے کوئی بے ہنگم شور شرابہ نہیں ہے

بہت سے مذاہب پر مشتمل سماج میں رہنے کے لئے صبر، تحمل اور برداشت سے کام لیا جانا چاہئے

[illegible]

مولانا قاری صدیق احمد باندوی کا سانحۂ ارتحال

[illegible]

ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی
ناشر: مولانا اسعد مدنی
مدیر: [illegible]
ملکیت: جمعیۃ ٹرسٹ سوسائٹی
مقام اشاعت: مدنی ہال
۱ بہادر شاہ ظفر مارگ
نئی دہلی
مطبوعہ: ایجنٹ آفسیٹ
پرنٹنگ پریس
دہلی